خزانے کی چوری

☆☆☆☆

دادی اماں نے بچوں سے کہا کہ کسی ملک کے لوگ بہت بے ایمان تھے۔ ہر وقت ایک دوسرے کو دھوکہ دینے اور نقصان پہچانے میں لگے رہتے تھے۔ جہاں کوئی مسافر ادھر آ نکلا اُدھر انہوں نے اسے لوٹنے کے طریقے سوچے۔ قسمت کا اچھا ہوتا تو ان کے چنگل سے نکل بھاگتا ورنہ ان لوگوں کے ہاتھوں برباد ہوکر روتا پیٹتا واپس اپنے شہر کو روانہ ہوجاتا اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔

ایک دن ایک مسافر گھوڑا گاڑی پر سوار ان کے شہر میں آیا اور لوگوں سے کوئی محفوظ مقام کا پتا معلوم کرنے لگا کہ میرے پاس کچھ قیمتی سامان ہے جس کی حفاظت کرنا ہے۔ وہ لوگ تو پہلے ہی چور اور لیٹرے تھے، انہوں نے جھٹ اس کے صندوق پر حملہ کر کے اس میں موجود سونا لوٹ لیا اور مسافر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔

لیکن بچو! پھر ہوا یوں کہ جس نے بھی چوری کی تھی ان سب کو اپنا مال چھپانے کی فکر ہوئی۔ کسی نے زمین کے اندر سونا دبایا تو کسی نے الماری میں، کسی نے صندوق میں تو کسی نے باورچی خانہ میں، کسی نے گھر کے دروازے پر چار چار تالے لگانے شروع کر دیے، تو کسی نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے گھر آنے سے روک دیا۔ کسی نے اپنا سونا دوکان میں رکھا اور ہر آتے جاتے پر شک کرنے لگا اور کاروبار کے بجائے گاہکوں سے لڑائی فساد شروع کر دی۔ غرض جس نے بھی سونا چرایا تھا وہ پریشان تھا۔ لڑائیوں جھگڑوں اور لیٹروں کے ڈر سے دن کا چین اور رات کا سکون غارت ہو

گیا، اس بے سکونی کے ہاتھوں وہ سب نفسیاتی مریض بن گئے۔

بچو! پھر ایک دن ان لوگوں نے دیکھا کہ وہی شخص ان کے گاؤں میں گھوم رہا ہے۔ وہ سب اس کے پاس آئے اور اپنے قصور پر معافی مانگی اور اسکی وجہ سے ان پر جو مصیبتیں آئیں تھیں ان کا ذکر کر کے سونا واپس کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں دراصل ایک ملک کا بادشاہ ہوں، اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ لوگوں کے حالات بہت خراب ہیں تو میں مدد کرنے کے ارادے سے سونا اپنے ساتھ لایا تھا، لیکن تم لوگوں نے لوٹ مار کر اپنا سکون خود برباد کیا۔ اگر یہ سونا میں تمہیں اپنے ہاتھ سے دیتا تو تم لوگوں کو خوشی بھی ہوتی اور تمہارے لیے یہ جائز بھی ہوتا۔ یاد رکھو حرام کمائی اور چھینا جھپٹی اپنے ساتھ بہت سے فساد بھی لاتی ہے۔ مجھ سے نہیں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، تاکہ وہ تمہاری طرف توجہ فرمائے اور تمہیں امن وسکون نصیب ہو۔

بچو! جب تم کبھی کہیں اس طرح کا ماحول دیکھو تو سمجھ لو اس کے پیچھے لالچ کارفرما ہے۔ بچو اس لیے ہر ایسے مال سے بچنا چاہیے جس میں خود ہماری محنت شامل نہ ہو، مثلاً دادی اماں رک گئیں۔ چوری... شمائلہ بولی۔ ڈکیتی، حنظلہ نے بتایا۔ سود، فرزانہ نے آواز لگائی۔ رشوت، حذیفہ کو بھی سمجھ آگئی۔ اور تمام ناانصافیاں اپنے معاملات میں جو ہم کر جاتے ہیں، دادی اماں نے کہانی ختم کی۔

ہاں دادی اماں حرام کا ایک لقمہ انسان کی چالیس دن کی مقبول عبادت کو ہضم کر جاتا ہے بڑے بھیا نے بھی حصہ لیا تھا۔ (بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, November 04, 2012)

پیشکش: ابوزبیر [www_alkalam_pk@yahoo.com]